Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ابیات باہو میں لفظ عشق کا ذکر اور اہمیت

USE OF WORD ESHAQ AND ITS IMPORTANCE IN ABIYAT E BAHU

ڈاکٹر فیاض حسین
اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ پنجابی،گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،فیصل آباد

ڈاکٹر صائمہ بتول
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی،لاہور کالج، یونیورسٹی برائے خواتین، لاہور

ڈاکٹر مریم سرفراز
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی،لاہور کالج، یونیورسٹی برائے خواتین، لاہور

Abstract

Sultan bahu is a great philosopher, saint well known Punjabi poet and a true Dervaish. He was not formaly educated but with his spiritual knowledge he wrote many books. According to a research he wrote one hundred and forty books but the book which is most famous among these is Abiyat Bahu.In this small book he described many important aspects or topics like importance of education, love with murshad,humblness, immorality of this world ,love with human beings,preach for real actions,teaching of peace, reality of this fake world, and above all these importance of spiritual love .In this book he described the word ESHAQ and ASHIQ almost one hundred and six times.According to Sultan Bahu true love is above aqal and knowledge.If someone is perfect in his true love he will do every act as the will of his beloved.He offers his prayers anywhere he recognize his creator or then himself. ESHAQ AND SPIRITUAL LOVE is actually a name of very sacrad true emotion. It is not an easy and simple task .A true lover always walk on the fire but in the end he reached at his destination. In this research article it is tried to describe the philosophy of true love in the light of Abiyat Bahu.

سلطان باہو ایک بہت ہی اعلیٰ پایا کے پنجابی شاعر سچے درویش فلسفی اور عظیم بزرگ ہو گزرے ہیں جہنوں نے پنجابی زبان میں سی حرفی کی بنیاد رکھی اور پنجابی ادب کو ایک نئی ادبی صنف سے روشناس کروایا۔تحقیق کے مطابق سلطان باہو لگ بھگ ایک سوچالیس کتابوں کے مصنف ہیں مگر جس کتاب نے اُن کو شہرت عام بخشی وہ پنجابی زبان میں سی حرفی کی کتاب ابیات باہو ہے اس حوالے سے عصمت اللہ شاہ،اپنی کتاب پریم نگر میں اس طرح رقمطراز ہیں۔

”آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور وہبی علم کی بدولت 140
سے زیادہ کتب لکھیں اسی طرح تصوف کے موضوعات کے اظہار
کے لئے شاعری کو زریعہ بنایا اور اپنے ابیات کے ہر مصرعے
کا اختتام لفظ ہو جیسی پُر کیف آواز پر کر کے شاعری میں ایک
خاص اور منفرد مقام حاصل کیا“ا

سلطان العارفین کے ابیات متنوع موضوعات کا مرکب ہیں جیسے تکذیب نفس یعنی نفس کشی،کلمہ طیبہ کے ورد کی اہمیت ُریاکاری سے بچنے کی تلقین' جذب ووجدان فقیری'علم کی اہمیت، مجلس محمدؐغفلت سے باز رہنے کی نصیحت' لقاو رویت' ترکِ لذت ودنیاداری'مرشد سے محبت'معرفت ربی،انسان دوستی'فلسفہ وحدت الوجود' دنیا سے بیزاری،عاجزی'عمل کی تلقین'امن و سکون کی تلقین کے ساتھ ساتھ فلسفہ عشق ان کے پنجابی ابیات میں خاص طور پر سرکردہ موضوع رہا ہے۔اگر ابیات باہو کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس چھوٹی سی کتاب میں جو ایک سو تین صفحوں پر مُشتمل ہے اس میں لفظ عشق اور عاشق کا لگ بھگ ۱۰۶ بار ذکر ملتا ہے۔ سُلطان باھو کے نزدیک عشق کا مقام عقل کے ادراک سے کئیں زیادہ ہے سلطان باہو کے اسی من پسند موضوع بارے پروفیسر سمیع اللہ قریشی لکھتے ہیں:۔

"ایہو عشق پنجاب دے سیانے صوفی تے فلسفی شاعر باہو دا من

پسند سلیکھ اے جیہناں اپنی نظم تے نثر وچ تھاؤں تھائیں

عشق دی واپری نوں اک کائناتی تے بھرویں چیز جانیا

تے سمجھیا اے"۲

عشق اصل میں ایک پوتر اور مقدس جذبے کا نام ہے عشق کرنا کوئی آسان کام نہیں یہ کوئی گڈے گڑیا کا کھیل نہیں عشق کرنے والے کو بہت سے مسائل درپیش ہوتے ہیں عاشقوں کو کیئں مشکل گھاٹیوں اور تکلیف دہ مراحل سے گررنا پڑتا ہے اس لئے عشق کے راستے پروہی چلتے ہیں جن کے حوصلے بلند ہوں اور ہمتیں جوان ہوں جن کے اندر مستقل مزاجی اور استقاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہو جو قربانی دینا جانتے ہوں۔عشق عاشق کو حق سچ پر ڈٹے رہنے کی تلقین کرتا ہے یہ نیزے پر بھی نہیں ڈولنے دیتا یہ عاشق کو نچوا دیتا ہے سولی پر چڑھا دیتا ہے کافر کہلوا دیتا ہے۔عشق کی منزل سر کرنے کے لئے اپنے آپ کو ختم کرنا پڑتا ہے حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ عاشق ایک ہی دفعہ وضو کرتا ہے جو تا قیامت قائم رہتا ہے عشق کرنا آسان ہے پر اس امتحان میں کامیابی صرف اُنہی کا مقدر بنتی ہے جو اپنے آپ کو اپنے محبوب سے الگ تصور نہیں کرتے اس بارے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر صائمہ شعبان رقمطرازہیں۔

"عاشق جد تک اپنے آپ نوں محبوب دے حصار وچ خیال کردا اے

اپنے آپ نوں محفوظ سمجھدا اے محبوب توں وکھ ہون توں مراد عاشق

واسطے موت یا بربادی اے۔"۳

جو عاشق عشق میں پختگی حاصل کر لیتا ہے وہ اپنے آپ کو محبوب کی ذات میں گم کر دیتا ہے اصل میں اپنے آپ کو گم کرنے اوہ بھلانے کے بعد ہی محبوب کا وصل نصیب ہوتا ہے اسی لئے حضرت سلطان باہو نے عاشق کو اپنا دل پہاڑوں کی مانند رکھنے کی صلاح دی ہے۔عشق مستی اور جذب کی اس کیفیت کا نام ہے۔کہ جس میں عاشق اپنے ارد گرد سے لاتعلق ہو جاتا ہے اُسے اپنے محبوب کے علاوہ کسی چیز کی خبر نہیں رہتی اسی جذب اور مستی کی کیفیت کو خواجہ غلام فرید صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے۔فرماتے ہیں۔

"عشق لگا گھر وسریا

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

زروسری وروسریا"۴

ایک صوفی درویش ہونے کے ناطے سلطان باہو کے نزدیک فلسفہ عشق انتہائی خاص و منفرد ہے وہ عشق کو ہر چیز پر فوقیت دیتے ہیں اور اسے خالص مجیٹھی رنگ کہتے ہیں جو کبھی بھی نیل پرانے رنگ پر نہیں چڑھتا۔مطلب عشق میں پختگی حاصل کرنے کے لئے دل و نیت کا صاف ہونا بے حد ضروری ہے اور جن عاشقوں کے جذبے سچے نہیں ہوتے دل پاک نہیں ہوتے ان کے اندر جذبہ عشق پروان چڑھ ہی نہیں سکتا۔سچے اور پکے عاشق کو دکھاوے کی عبادت کی ضرورت نہیں ہوتی اُن کے دل تو ہر وقت رب کی اونچی اور سچی سہتی کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں جس دل کے اندر عشق کی آگ کے شعلے نہیں بھڑ کتے وہ مشریعت کے چاہے کتنے ہی واقف کیوں نہ ہوں کچھ حاصل نہیں کر پاتے جہنوں نے نماز عشق نیت لی وہ باقی ہر جذبے سے غافل ہو گئے۔اسی کیفیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

"خالص نیل پرانے اُتے نہیں چڑھدا رنگ مجیٹھی ہو

قاضی آن شرع ول باہو کدیں عشق نماز نہ نیتی ہو"۵

عشق کا روگ ایسا ظالم ہے کہ اس کا علاج کسی طبیب' حکیم اور دوست یار کے پاس نہیں ملتا۔عشق کے میدان میں بندے کو بڑے مشکل حالات اور دشوار راہوں سے گزرنا پڑتا ہے اُسے کئیں طرح کی پریشانیوں اور مسائل سے دوچار ہونا پڑتا انسان تھک کر چور ہو جاتا ہے پر اُس تھکاوٹ میں بھی سرور ہوتا ہے اُن دشوار اور کھٹن راہوں پر چلنا بھی دلفریب لگتا ہے۔عشق کی سچائی اور پاگیزگی عاشق کو مضبوط اور نڈر بنا دیتی ہے اوہ وہ بغیر کسی خوف وخطر کے اپنی منزل کی طرف رواں دواں دیتا ہے۔یہ عشق ہی تھا جس نے منصور کو سولی پرچڑھایا،مہینوال سے مچھلی کی جگہ اپنی ران کاٹ کر بھوننے پر مجبور کیا سسی کوتن تنہا تھل کے ریگستانوں میں رولا۔مجنوں کو لیلیٰ کی محبت میں اس قدر دیوانہ کردیا کہ وہ ہر وقت لیلیٰ لیلیٰ پکارتا رہتا اور حضرت اویس کرنی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے اپنے سارے دانت شہید کرو ائے۔عاشق کے دل میں محبوب کے ڈیرے ہوتے ہیں اور یہ ڈیرے ہر کوئی نہیں ڈلوا سکتا۔ایک سچا عاشق پریت کی وہ نماز ادا کرتا ہے۔جس میں کوئی حرف نہیں ہوتا اور ایسی خاص نماز ہر ایراغیر اور عام و خاص نہیں نیت سکتا بلکہ یہ نماز اللہ پاک کے چنے ہوئے درد مند لوگ ہی ادا کرتے ہیں وہ ہی اصل میں عشق کی منزل کے سچے مسافر ہوتے ہیں عاشق لوگ آنکھوں کے آنسو ؤں اور جگر کے لہو سے وضو کرتے ہیں ان کے لب ہلتے نہیں اور زبان پر تالے پڑے ہوتے ہیں پر عشق کی نماز پڑھی جاتی ہے اور آسمان سے بھی آگے اپنی منزل کی طرف تن تنہا رواں دوان ہوتے ہیں۔حضرت سلطان باہو سچے عاشقوں کے متعلقص اس طرح فرماتے ہیں۔

"ع: عاشقاں ہکووضو جو کیتا'روز قیامت تائیں ہو

وچ رکوع'نماز' سجو دے رہندے سنج صبائیں ہو"

ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں'سبھ فقر دیاں جائیں ہو

عرش کولوں نسے منزل اگے باہو ونج پیا کم تنہائیں ہو"۶

عشق حقیقی کی پہلی سیڑھی عشق مجازی ہے عشق میں کمال حاصل کرنے کے لئے خود کو مارنا پڑتا ہے اپنی ذات کی نفی کرنی پڑتی ہے نفس کشی کرنی ہوتی ہے اپنی ذات کو مٹانا پڑتا ہے۔سلطان باہو جی کے مطابق لا مکانی ہی حقیقت میں فقیر کا اصل مقام ہے اور ہر لحظ سوچ بچار اور فکر میں ڈوبے رہنا ہی عشق کہلاتا ہے۔عشقِ ربی کرنے والوں کو جب اپنے عشق میں کامیابی دکھائی دینے لگتی ہے تو وہ راز فاش نہیں کرتے بلکہ اپنے لبوں پر تالے ڈال لیتے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہیں عشق اُن کے روں روں میں رچ بس جاتا ہے اور وہ جیتے جی مر جاتے ہیں اپنی خواہشات،اُمید،آسوں،احساسوں اور جذبات کو فراموش کر کے اپنے رب کی رضا میں راضی ہو جاتے ہیں۔عاشق خاموش بیٹھے رہتے ہیں پر اُن کا روم روم با

رچ بس جاتا ہے اور وہ جیتے جی مر جاتے ہیں اپنی خواہشات،اُمید،آسوں،احساسوں اور جذبات کو فراموش کر کے اپنے رب کی رضا میں راضی ہو جاتے ہیں۔عاشق خاموش بیٹھے رہتے ہیں پر اُن کا روم روم باتیں کرتا دکھائی دیتا ہے۔سلطان باہو سرکار فرماتے ہیں کہ جو لوگ اسم اللہ کا وضو کر لیتے ہیں وہی وحدت اور یکتائی کے دریا میں نہاتے ہیں۔اور اصل میں عبادتیں اور ریاضتیں بھی تب ہی شرف قبولیت حاصل کرتیں ہیں جب انسان اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے۔عشق حقیقی حاصل کرنے والوں کے بارے حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں:۔

"جنھاں عشق حقیقی پایا مونہوں نہ الاون ہو

ذکر فکر وچ رہن ہمیشہ دم نوں قید لگاون ہو"۷

سلطان باہو فرماتے ہیں کہ ہمارانفس ہمارا دوست ہے اگر وہ ہماری مان کر چلے وہ ہمارے کہے میں ہو نہ کہ ہم اس کے قابو میں ہوں ہم میں سے جو بھی تزکیہ نفس کر لیتا ہے اُسی دل میں ہی عشق ربی سما سکتا ہے بڑے بڑے عابد بھی اپنے لالچ کے ہاتھوں مجبور ہو کر جہاں چکنی چوپڑی دیکھتے ہیں وہاں ڈیرے ڈال لیتے ہیں مگر فقیر اور عشق کی راہ کے مسافر اپنے گھر کی روکھی سوکھی کو غنیمت جانتے ہیں کوئی عشق کا پہنا وا تب ہی پہنے گا جب اس کو اپنی سانسیں چلنے کے باوجود خود کو مرا محسوس کرنا اور کروانا آتا ہو گا۔کیوں کہ اس کے بغیر عشق حقیقی کا حصول ممکن نہیں۔لوگ ایسے عاشق کو مندا چنگا بولیں گے گند گو بر اُن پر پھینکیں گے اور وہ اروڑی بنا رہے گا کسی کو نہ روکے گا اور نہ بدلے میں ان پر کوڑا کرکٹ پھینکے گا۔لوگ اُسے گالیاں دیں گے اور وہ برا نہیں منائے گا وہ اپنے رب کے لئے ہر گالی شکایت خواری' ذلت' لڑائی اور فساد برداشت کرنے کی ہمت رکھتے ہیں اور جیسے رب رکھے ویسے رہتے ہیں۔ صرف یہی طریقہ ہے جس کے ذریعے وہ فقر کی راہ پر چل کر عشق کی منزل پر پہنچ سکتا ہے حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔

"تدو فقیر شتابی بن دا جد جان عشق وچ ہارے ہو

عاشق شیشہ تے نفس مربی جان جاناں توں وارے ہو

خود نفسی چھڈ ہستی جھیڑے لاہ سروں سب بھارے ہو

باہو باہجھ مویاں نہیں حاصل تھیندا توڑے سے سانگ اتارے ہو۔ ۸

جس کو عشق کی چٹیک لگ جاتی ہے وہ پاگلوں سودائیوں اور دیوانوں کی طرح مست الست پھرتا رہتا ہے اور اپنے رب سے عشق میں جنگلوں،بیلوں میں دہائیاں دیتا پھرتا ہے۔حضرت سلطان باہو کا اس بات پر کامل یقین ہے کہ جیسے اپنی ہستی کا ادراک اور اپنی ذات کا شعور بیرونی دنیا کو سمجھنے میں مدد گار ہوتا ہے اسی طرح ذات کا یہی شعور جب تکمیل کے مرحلے پر پہنچتا ہے تو انسانی روح کا حصہ بن جاتا ہے۔عاشق اپنے دل کے شیشے میں محبوب کو دیکھتا ہے اور عشق ربی دل میں تب ہی گھر کر سکتا ہے جب عاشق کا دل ہر طرح کی برائی اور آلائش سے پاک ہو اور جن کے دلو ں میں ایسا پاکیزہ و مقدس جذبہ سما جائے وہ کبھی نہیں مرتے۔پر اس طرح امر ہونے کے لئے بہت سی دشواریوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس حوالے سے امین خیال لکھتے ہیں۔

"عشق عشق تے ہر کوئی کہندا عشق نبھانا اوکھا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کہنا عشق سکھا لا جاپے کرنا پانا اوکھا" ۹

اگر دیکھا جائے تو یہ دنیا عشق ہی کا مظہر ہے اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دنیا تخلیق کی رونق میلے لگائے یہ سب عشق کے ہی کارنامے ہیں عشق کی شان تو دیکھیں کہ اگر عشق نہ ہو تو یہ کائنات یہ دھرتی سب کچھ بے رنگ اور پھیکا ہے ساری رونقیں ساری بہاریں عشق ہی کی مرہون ومنت ہیں جہنوں نے عشق میں حقیقت کو پا لیا انہیں اپنی نماز ادا کرنے کے لئے کسی مصلے اور مسجد کی ضرورت نہیں پڑتی بشیر باوا اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

"جہناں نین کٹوریاں وچوں پیتی اے

عشق نماز انی تے اوہناں نیتی اے"۱۰

حضرت سلطان باہو کے ابیات میں بڑی سادگی 'سلاست' روانی اور چاشنی موجود ہے اُن کے زبان وبیان کی سادگی انسان کو اپنی طرف کھینچی ہے اور وہ بڑے قرینے اور سلیقے سے اپنے قارئین کو نصیحت کرتے دکھائی دیتے ہیں سلطان باہو سرکار نے جہاں دو سرے کئیں پہلوؤں بارے لوگوں کی راہنمائی کی ہے وہاں ہی عشق کی حقیقت کو بھی اچھی طرح سامنے لائے ہیں اصلی عاشق رانجھے کی مانند ہوتے ہیں اورکھیڑے لاکھ چاہنے کے باوجود اپنے اندر رانجھے کے عشق والی پختگی پیدا نہیں کر سکتے۔اس طرح خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر امجد علی بھٹی رقمطراز ہیں:۔

"اجیہے بندے جنہاں نوں ہزار نصیحتاں کیتیاں جاون اوہ رب

دی معرفت'قرب' مشاہدے تے وصل دے قائل نہیں ہوندے

تے نہ ای اللہ والیاں دی تلقین'نصیحت تے تقسیم دا اثر قبولدے

نیں نتیجتاً اجیہے لوک دوہاں جہاناں دیاں نعمتاں توں وانجھے رہندے

نیں ایہناں دی مثال اجیہے مٹی دے بھانڈے وانگ ہوندی اے

جیہڑے آزمائش دی تھوڑی جئی گرمی وی برداشت نہیں کردے

تے ٹٹ جاندے نیں ایہناں اوپر رب دے ناں دی قلعی نہیں

چڑھ سکدی اجیہاں لوکاں دی مثال کھیڑیاں ورگی ہوندی اے"۱۱

عشق ربی کا تقاضا ہے کہ انسان کے اندر دنیا کی حب دنیاداری اور ریاکاری نہ ہو دل میں محبوب کا بسیرا ہو جس دل کے اندر اسم اللہ چمکے وہاں عشق ہی دھوم مچاتاہے عشق کی مثال توکستوری کی طرح ہے جس کو جتنا مرضی کپڑوں میں چھپا لیں اس کی خوشبو اردگرد پھیل ہی جاتی ہے۔عاشقوں کو نہ بھوک لگتی ہے اور نہ نیند آتی ہے اور سب سے بڑھ کر کہ عاشق کو کبھی موت نہیں آتی یہ اپنے مالک اپنے محبوب اور اپنے صاحب کے آگے سر رکھے اپنے رب کے آگے جھک کہ ہمیشہ کی زندگی جیتے ہیں۔عشق کرنا اور پھر اس میں کمال حاصل کرنا ہر کسی کے اختیار میں نہیں ہوتا یہ مقام مقدر والوں کے حصے

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

آتا ہے عشق کرنا ہمت حوصلے اور دلیری کا کام ہے اپنے آپکو مٹانا پڑتا ہے تب کہیں جا کر محبوب کا قرب نصیب ہوتا ہے اس حوالے سے سلطان باہو فرماتے ہیں:۔

"عشق دی بازی انہاں لئی جیہناں سر دتیاں ڈھل نہ کیتی ہو

ہرگز دوست نہ ملدا باہو جیہناں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہو"۱۲

سلطان باہو سرکار نے غفلت دلا پرواہی سے بچنے کی تلقین کی ہے اور غفلت کو اس حد تک برا کہا ہے کہ وہ ہر اس سانس کو کفر کی حالت کی سانس کہتے ہیں جس میں انسان اپنے اصل اپنے مالک اپنے رب کی ذات سے غافل ہوا۔سلطان باہو ایسے عشق کو کمانے کی تلقین کرتے ہیں جس میں بندہ اپنی جان کو رب کے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنی میں کو مار دیتا ہے وہ ایسے دل کو بدبخت کہتے ہیں جس میں اللہ سے محبت کی شمع روشن نہ ہوئی ہو۔جس دل میں اللہ کی محبت نہ ہو وہ دل کبھی بھی دردمند نہیں ہو سکتا وہ دل پتھر کی مانند ہوتا ہے جس انسان کے دل میں لاپرواہی ہو وہ اصل میں مرد کہلانے کے بھی لائق نہیں ہوتے اور جو لوگ ایسے عشق کے طب گار نہیں ہوتے وہ دھتکارے ہوئے لوگ ہوتے ہیں اور اللہ بھی اُن سے غافل ہو جاتا ہے۔اُنہیں کبھی رب نہیں مل سکتا سلطان باہو فرماتے ہیں۔

"جس دل عشق خرید نہ کیتا سو دل دردنہ پھٹی ہو

اس دل تھیں سنگ پتھر چنگے جو دل غفلت اٹی ہو

جیں دل عشق حضور نہ منگیا سودر گاہوں سٹی ہو

ملیا دوست نہ انہاں نوں باہو جہناں چوڑ نہ کیتی ترٹی ہو"۱۳

عشق بہت عجب چیز ہے یہ وہ آگ ہے جو نہ جلائے جلتی ہے اور نہ ہی بجھائے بجھتی ہے۔عشق کا اپنا ہی مزہ ہے یہ اندھیری رات میں چراغ جلاتا ہے جن کے عشق کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے وہ جنگلوں بیلوں کو کھنگالتے چلے جاتے ہیں ویرانوں بیابانوں میں جانے سے گھبراتے نہیں اور اپنے عشق کی طاقت سے دریاؤں اورسمندروں کو بھی پار کر جاتے ہیں۔سلطان باہو سرکار فرماتے ہیں کہ جس گھر میں سچاعشق کرنے والے رہتے ہیں اس گھرمیں اللہ پاک کی رحمتیں برستی ہین۔عابد و زاہد عبادات اور ریاضت کرتے نہیں تھکتے۔روزے رکھتے اور نفل نمازیں پڑھتے باری نہیں لینے دیتے جبکہ عاشق لوگ صرف رب تعالیٰ کی واحدنیت اور یکتائی کا اقرار کرتے ہیں اور اس میں غرق رہتے ہیں وہ عشق کا کلمہ پڑھتے ہیں اور پریت کی نماز ادا کرتے ہیں سلطان باہو سرکار فرماتے ہیں:۔

"عاشق پڑھن نماز پرم دی جیں وچ حرف نہ کوئی ہو

جیہاں کیہاں نیت نہ سکے اوتھے درد منداں دل ڈھوئی ہو"۱۴

سچے عاشق کے سفر کی مشکلات اس کو اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹا سکتیں وہ پختہ ادارے اور پکی نیت سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے وہ کبھی بھی طلاطم خیز موجوں سے نہیں گھبراتا ان کی نظر اپنے رب پر ہوتی ہے اور وہ اسی پر توکل کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف گامزن رہتے ہیں

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

عاشق ہر وقت اپنے محبوب کے ساتھ وابستہ رہتا ہے اور اپنے محبوب کے راز وں کو کبھی بھی افشا نہیں کرتا اور خود کو یاد ربی میں مصروف رکھتا ہے اس حوالے سے سلطان باہو فرماتے ہیں:۔

"عاشق راز ماہی دے کولوں کدی نہ ہوون واندے ہو

نیندر حرام تنہاں تے ہوئی جیہڑے اسم ذات کماندے ہو"۱۵

عشق کی دنیا کے اپنے اُصول اور ضابطے ہوتے ہیں جہاں پیر فقیر 'ولی' ابدال' غوث اور قطب کی انتہا ہوتی ہے وہیں سے عاشق کے سفر کا آغاز ہوتا ہے اُن کے ڈیرے لامکاں میں ہوتے ہیں عاشق اپنے آپ کو ختم کر لیتا ہے لیکن پھر بھی وہ اس عشق کی وجہ سے امر ہو جاتے ہیں۔اور دونوں جہانوں کی حیاتی حاصل کر لیتے ہیں اس کیفیت کو سلطان باہو اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

"پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے بھارے ہو

اک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن بھلے پھرن بچارے ہو

اک نگاہ جے عاشق ویکھے لکھ ہزاراں تارے ہو

لکھ نگاہ جے عالم ویکھے کسے نہ کدھی چاہڑے ہو

عشق عقل وچ منزل بھاری سئیاں کوہاں دے پاڑے ہو"۱۶

سلطان باہو سرکار فرماتے ہیں کہ عالم فاضل لوگ بھی اس وقت اپنے علم وفضائل کو جاتا کرتے ہیں جب نماز عشق کی نیت باندھ لیتے ہیں اگر عشق کو علم عمل اور عقل پر برتری حاصل ہے توعشق میں اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوتا کوئی آسان کام نہیں سچا عشق کرنے والے حضرت امام حسین کی طرح نیزے پر سر چڑھوا کر بھی اپنے کلمہ حق سے پیچھے نہ ہٹے جب عشق کی تالی بجتی ہے تو عقل کی ساری باتیں پس پردہ چلی جاتی ہیں سلطان باہو بڑے خوبصورت حوالوں سے عاشق کی پختگی کو بیان کرتے ہیں۔

"لوہا ہوویں پیا کٹیویں تاں تلوار سڈیویں ہو

کنگھی وانگوں پیا چریویں تاں زلف محبوب پھریویں ہو

مہندی وانگوں پیا گھوٹیویں تاں تلی محبوب رنگیویں ہو

وانگ کپاہ پیا پینجیویں تاں دستار سڈیویں ہو

عاشق صادق ہوویں باہو تاں رس پریم دی پیویں ہو"۱۷

سلطان باہو کے کلام کا بغور مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے سب سے زیادہ جس جذبے اور فلسفے کو بیان کیا ہے وہ فلسفہ عشق ہی ہے انہوں نے اپنے ابیات میں علم،عمل اور عقل کے حوالے سے بھی بات کی ہے پر عشق پر ان کی گرفت زیادہ مضبوط ہے۔انہوں نے عشق کو نہ صرف علم

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

عمل اور عقل پر برتری دی ہے بلکہ اس کو ایمان کے بھی مدمقابل لاکھڑا کیا ہے اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ وہ لوگ نا سمجھ ہیں۔جو عشق کا زرا بھی اپنے اندر نہیں رکھتے لیکن ایمان کی سلامتی مانگتے ہیں۔عشق کی موجودگی اور سلامتی ہی انسان کو حقیقت سے روشناس کرواتی ہے باہو عشق کو وہ قوت کہتے ہیں جس کے ذریعے عاشق کے لئے ازل کامنظر دیکھنا آسان ہو جاتا ہے۔عشق کے لغوی معنی پھٹ پڑنے کے ہیں جبکہ صوفیانہ اصطلاح میں عشق کی تعریف اصل میں یقین کے آخری مقام کی صورت میں کی جاتی ہے۔ عشق اس آگ کا نام ہے جو عاشقوں کے دلوں میں جلتی ہے اور ہر فانی شے کو جلا کر خاک کر دیتی ہے عشق دو قسم کے ہوتے ہیں عشق مجازی اور عشق حقیقی عشق مجازی سے مرادوہ عشق ہے جس کو شریعت جائز قرار دیتی ہے صوفی لوگ عشق مجازی کوسالک کا پہلا سبق مانتے ہیں کیوں کہ جب تک انسان ایک فانی چیز کے لئے اپنے دل کے اندر سوز اور تڑپ پیدا نہیں کرتا تب تک وہ لافانی تک نہیں پہنچ سکتا اس حوالے سے وکی پیڈیا پر اس طرح درج ہے۔

"جب تک انسان ایک فانی شے کے لئے دل میں

تڑپ نہیں پیدا کرے گا تب تک لا فانی کے لئے

اس کی رسائی ممکن نہیں لا فانی جس کی کوئی مثل ہے

نہ منطق اس لئے صوفی سالک کو عشق مجازی کی طرف

راغب کرتے ہیں تا کہ وہ جذبہ کی صداقت واہمیت

سے واقف ہو جائے"۱۸

عشق کے پانچ درجات بتائے جائے ہیں پہلا شریعت یعنی محبوب کی صفات کے بارے میں سننا تا کہ شوق پیدا ہو دوسرا درجہ یا مقام طریقت کہلاتا ہے اس میں محبوب کی طلب کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور عاشق محبوب کا راستہ اختیار کر لیتا ہے عشق کا تیسرا درجہ حقیقت ہے یعنی ہمیشہ محبوب کے عشق میں گم رہنا اور اس کو اپنے خیالوں میں رکھناچوتھا مقام یا مرحلہ معرفت کا ہے یہ مرحلہ پہچان کا مرحلہ ہے اس مقام پر عاشق اپنی چاہت کو محبوب کی چاہت میں دے دیتا ہے۔پانچواں اور آخری درجہ وحدت کا ہے اور اس کے مطابق عاشق اپنے فانی وجود کو ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی ختم کر دیتا ہے اور صرف اپنے محبوب کو ہی موجود سمجھتا ہے اسی طرح جب عشق کے یہ پانچ درجے مکمل ہو جاتے ہیں تو عاشق خود فنا ہو جاتا ہے اور صرف محبوب کا عشق باقی رہتا ہے۔عشق ہی فقر کی منزلیں پار کرواتا ہے یہ انسانی روح کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے سلطان باہو کے جذبہ عشق میں اس پختگی اور کمال کو پروفیسر سمیع قریشی نے بڑی خوب صورتی سے بیان کیا ہے لکھتے ہیں۔

باہو نے عشق دے جذبے دا ذکر اجیہے جذبے نال تے

ڈب کے کیتا اے جیویں اوہ ایس نوں دھروں منگھ

دی جبلت سمجھ دے ہوون۔اوہ عشق نوں کوئی اجیہی

شے سمجھدے نیں جیہڑی بندے نوں نہ مکن والی حیاتی

دا مالک بنا دیندی اے تے آب حیات توں وی

بے نیاز کر دیندی اے اوہناں بھانے عشق

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ڈونگھے تے گوڑھے احساس دا اوہ پڑاء اے

جتھے پہنچ کے بندے دی حقیقت لازوال ہو جاندی اے۔"١٩

سلطان باہو کے کلام میں فلسفہ عشق اور اس کی لازوال حقیقت کو بڑے خوبصورت پرائے میں بیان کیا گیا ہے

حوالہ جات

١۔عصمت اللہ شاہ،پریم نگر،فکشن ہاوس،لاہور،٢٠١٦،ص٧٨

٢۔سعید بھٹہ،سانجھ وچار،اے ایچ پبلشرز،لاہور،١٩٩٧،ص ٤٥٧

٣۔صائمہ شعبان،ڈاکٹر،نویں پنجابی نظم وچ صوفیانہ عنصر،ادارہ پنجابی لکھاریاں جیا موسیٰ،لاہور،٢٠٢١،ص ٤٧٧

آصف خان،محمد،مرتبہ،آکھیا خواجہ فرید نے،پاکستان پنجابی ادبی بورڈ،لاہور،٢٠١٥،ص ٦٢

٥۔سُلطان باہو،ابیات باہو،ضیا القرآن پبلی کیشنز،لاہور،کتابت،میاں عبید اللہ نوشہرہ ورکاں،س ن،ص ٢٧

٦۔اوہی،ص ٥٤

٧۔اوہی، ص٣٤

٨۔اوہی، ص ٢٦

٩۔امین خیال، کن من،پھوہاراں،شرلاٹے،چُھاسے،خیال پبلی کیشنز،لاہور،٢٠٢٠،ص٦٣

١٠۔بشیر باوا،آسان غزلاں،بزم مولا شاہ،لاہور،٢٠٠٩ص٧٠

١١۔امجد علی بھٹی،ڈاکٹر،انسان دوستی تے پنجابی شاعری،اے ایچ پبلشرز،لاہور،٢٠٠٨،ص ٣٠٥

١٢۔سُلطان باہو،ابیات باہو،ص ٣٢

١٣۔اوہی،ص ٣٠

١٤۔اوہی،ص٦٤

١٥۔اوہی،ص ٦٥

١٦۔اوہی،ص ٦٠

١٧۔اوہی، ص٨٤

١٨۔ur.m.wiki pedia.org

١٩۔سانجھ وچار،سعید خاور بھٹہ،ص ٤٥٩